رسالہ عین الیقین مؤلفہ

مولنا فخر الدین

محب نبی دہلوی

ضح ہو کہ رسالہ متبرکہ جو مولنا بدیع الدین خلیفہ مولنا فخر الدین کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے حضرت مولانا
ام نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ نبیرہ مصنف صاحب نے صوفی با الصفا مرد میدان تسلیم رضا کثیر التصانیف
اہزادہ مرزا احمد اختر صاحب فریدی نبیرۂ اکبر ابو ظفر کو مرحمت فرماکر واسطے طبع کرانیکے ہبہ فرما دیا تھا جب
ل لسان نے مطبع کا کام شروع کیا شاہزادہ موصوف نے وہ رسالہ بندہ کو دیگر معہ ہبہ نامہ اول کے شائع کرنیکی اجازت
ی بندہ بلحاظ کسار بازاری علم کے اُسکا ترجمہ بھی کرا کر اسکے شائع کیا یعنی دو کالم پر منقسم کیا ایک کالم میں فارسی دوسرے
ں ترجمہ امید ہے کہ حضرات عالیہ جناب اسکی خریداری فرماکر مطبع کی امداد فرماوینگے تاکہ آئندہ ایسے ایسے نادر الوجود کتب کے
طبع کرنے پر دلیری ہو نیز یہ کہ یہ رسالہ کوئی صاحب بغیر اجازت بندہ اسکے طبع کرنے میں دلیری نفرماویں جسقدر
نسخہ مطلوب ہوں طلب فرماویں بکفایت ارسال ہونگے قیمت ۱ر

مطبع احمدی واقع سکلان محل دہلی طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد مر خدائیرا کہ خود را بخود نمود۔ او درود بر رسولے کہ اسرار ہستی را درمیان نیستی نمود بر اصحاب و اتباعہ و آل او کہ ہمان اسرار را بہ صحیح الی یومنا منقول داشتہ۔ بعدہ میگوید العبد ضعیف بے براعت محمد فخر الدین بن نظام الدین محمد اورنگ آبادی کہ طریق ارشاد از مشائخ کرام و پیران عظام باوضاع بسیار و طریق بشیار منقول گشتہ۔ چنانچہ اول بذکر جلی بانواع مختلف بعدہ مراقبہ برزخ تلقین مے فرمایند۔ بعد اشارات از مطلب و مطلب مراقبات میگویند۔ بعدہ باشارات تفکر ہا مشغول میسازند۔ لیکن در اصل مطلب ازین طریق پس نادر میباشد مطابق استعداد او یکان

حمد خاص اُس خدا کو زیبا ہے کہ اُس نے اپنے آپکو ظاہر کیا۔ اور درود اُس رسول پر کہ اسرار ہستی کو نیستی میں دکھایا۔ اُسکے اصحاب اور تابعین اور اُسکے آل کہ عمل اُنکا صحیح طور پر اُسی اسرار پر اُسی طرح رہا۔ بعد اُسکے کہتا ہے بندہ ضعیف بے استعداد محمد فخر الدین بن نظام الدین محمد ساکن اورنگ آباد کہ طریق ارشاد مشائخ کرام اور پیران بزرگ کا بہت طرح اور بہت طریق پر منقول ہوا ہے۔ جیسا کہ پہلے مختلف طور کے ساتھ ذکر جلی کرنا تعلیم فرماتے ہیں بعد اُسکے اشارات مطلب در مطلب مراقبات سے آگاہ کرتے ہیں۔ بعد اُسکے اذکار تفکرات میں مشغول کرتے ہیں۔ لیکن یہ طریق جو کہ بیان ہوئے جدی جدی طرح سے موافق استعداد ہر ایک کی تدریج تعلیم فرماتے ہیں

یکسان میفرمایند۔ و بعضے مراتب محبت مقصود
سازند۔ بنابرآن خواستم کہ سہل طریق کہ از حضرت
علیہم الرحمت و الغفران منزلت معلوم شدہ
کہ آں من و عن از حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
آمدہ در تحریر آرم و آنطریق اول تا مقام توحید
است و اکثر مردم بایں طریق بر محبت کم بر
مطلب رسیدند مگر آنہا کہ بفطرت ضعیفہ و اعتقاد جبلیہ
مخلوق گشتہ اند ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء
چراکہ فیض از مبدا علی السویہ است و تفاوت
حسب استعدادات پس باید دانست کہ ہرگاہ
طالب پیش مرشد آید لازم آنرا تا بتکرار جلوت و
استفسار بکثرت صحبت در اعتقاد او نظر نماید کہ در
چہ پایہ است و مغز کوز خاطرش چیست معلوم کند کہ
بکشف و کرامت تا ہست کہ از فقر ظاہر شدہ
است تا محض طالب اللہیت اگر داند کہ در اخلاص
و اعتقاد راسخ است ارشاد توحید بکند بتصور برزخ
صورت خود و غیر آن کہ موجب ازدیاد اعتقاد باشد

اور بعضے مراتب محبت کو مقصود کرتے ہیں اسواسطے
میں چاہتا ہوں کہ سہل طریقہ حضرت والد علیہم الرحمہ
غفران منزلت سے مجکو معلوم ہوا کہ وہ بجنسہ پیغمبر
صلی اللہ علیہ وسلم سے سینہ بسینہ چلا آیا ہے تحریر کروں
تاکہ آدمی اول طریق مقام توحید تک پہونچے اکثر
مردم اس طریقہ پر محبت کے ساتھ بہت کم مطلب پر
پہنچتے ہیں مگر وہ لوگ جنکی فطرت ضعیف اعتقاد
سست اور جاہلیہ مخلوق ہوئے ہیں۔ کسواسطے کہ فیض
مبداء علی السویہ سے ہی مگر تفاوت موافق استعداد
و ارادات کے ہی پس جاننا چاہئے کہ جسوقت طالب
مرشد کے روبرو آئے۔ مرشد کو لازم ہے کہ تبکرار
طالب کو خلوت میں اپنے پاس رکھکر استفسار
حال کرے اور نیز اپنی صحبت میں رکھکر اسکے اعتقاد
میں نظر کرے کہ کہانتک ہے اور اسکی منظور خاطر
کیا ہے یہ امور ضمناً و تجرباً معلوم کرے اور اپنی
کشف و کرامات درویشی سے اسکا خلوص اور اعتقاد راسخ
دیکھکر ارشاد توحید کرے ساتھ تصور برزخ صورت خود یعنی صورت

مشغول سازد تا که محو در شغل باشد هرگاه مطمئن
بوحدت خواهد شد آتش هوس در آب توحید فرو خواهد
نشست بزبان حال ازان هوسها تابت خواهد شد
چون مرشد را رسوخ طالب ظاهر شود او را مقابل
خود نشانده که قبله مقصود طالب همین مرشد است
بحکم آیهٔ کریمه ان الذین امنوا بالله و رسوله
سه بار استغفار گویانند بایں معنی که توبه میکنم از ایمانے
که داشتم و از سر نو مسلمان شدم بچیزے که فرمائے
بعد ازاں مرشد بحکم هو الاول هو الآخر هو الظاهر هو الباطن
تلقین کند که آنچه در حواس ظاهری و باطنی تو در
آید یقین دان که وجود حقیقت وجود واحد است
که بکسوتهائے گوناگون و اشکال متنوعه در آمده
و بگوید که جمیع انبیاء و اولیاء رالخ ازیں مراقبه دستیاب
بوده لیکن تفصیل آنچه نگفته ام مشهود تو خواهد
شد وجود مطلق در معائنه خواهد آمد غرض درین
بیان آنست که تا طالب سرسری تفهیم از جمله
مختر بجات بداند و از کمال اعتقاد در سعی آن مبالغه

پیر کو موجب زیادتی اعتقاد کا ہو مشغول کرے یہاں
تک کہ وہ شغل میں محو ہو جس وقت کہ وحدت میں
مطمئن ہو جاتا ہے آتش شعلۂ ہوس آب توحید میں
ڈوب کر نیچے بیٹھ جاتی ہیں جب سالک کو یہ کیفیت میسر
آجاتی ہے تو اُسکے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں پس جب
مرشد پر رسوخ طالب ظاہر ہو تو چاہیئے کہ اپنے
مقابل بٹھا کر کہ قبلہ مقصود طالب کا یہی مرشد ہے
ساتھ حکم اس آیہ کریمہ کے ان الذین امنوا باللہ و
رسولہ تین بار استغفار پڑھوا دے ساتھ اس معنے
کے کہ میں توبہ کرتا ہوں اس ایمان سے کہ جو رکھتا ہوں اور
از سر نو مسلمان ہوتا ہوں ساتھ اس چیز کے کہ جو تو فرما دے
بعد اُسکے مرشد بحکم ہو الاول ہو الآخر ہو الظاہر ہو الباطن
کے تلقین کرے کہ جو کچھ حواس ظاہری اور باطنی تیری میں
آوے یقین جان کہ وجود حقیقت وجود واحد ہے کہ ساتھ
کسوتہائے گوناگوں اور طرح طرح کی شکلوں میں آتا ہے اور کہے کہ
تمام انبیاء و اولیا کیفیت اس مراقبہ سے واقف تھے لیکن
تجھ سے بھی تفصیل کرتا ہوں کہ تیری سمجھ میں آوے وجود مطلق

نماید و طالب را کم خوردن و کم خفتن و کم گفتن
فرماید که موجب ازدیاد شوق است و قطع
صحبت آں مردم که او را ازاں باز دارند و تاکید رعایت
شروع که آراستگی ظاهر و باطن است نماید و ایں
اسرار به کسی ظاهر نسازد و مرشد از فکر سلیم روئے
نگاه کند که آتش عشق بحکم العشق نار تحرق
ماسوا المحبوب که هنوز زنده غیر است در
دل طالب بشعله برآوردن گرفت یا نه اگر آنکه
آں دریابد از حالت وے تعرض نه نماید و
دریں فکر را بر محبوب خود داند و دریں مقام
شوق در گیرد و اشیا ر سیر الی الله او خواهد نمود
یعنے مخلوق را خالق تصور خواهد کرد پس کند که
اشیا نیز مخلوق محو شود و واحد مطلق مدام در شعور
دارد انیم مرتبه مجاذیت الٰهی باشد باز اگر دریں مقام
ماند ناقص است و اگر فیض مراجعت شود
اشیا کرده هماں وجود واحد را که در نظر داشت
در ظهورات خود بکمال رسید و شعور ایں مرتبه

تیرے معاینہ میں آئیگا اور غرض اس بیان میں وہ ہے
کہ ایک سر تفہیم کیساتھ تمام مخترعات عالم کو جان کر
بکمال اعتقاد سے اسکی سعی میں مبالغہ کرنے اور طالب کو
کم کھانا کم سونا کم بولنا فرماوے کہ موجب زیادتی شوق
کا ہے اور ایسے مردم سے کہ جو طالب کی اس کام میں
خارج ہوں انکی صحبت کو ترک کراوے جب دیکھے کہ اسکا
ظاہر و باطن آراستہ ہو گیا۔ تو فہمایش کرے کہ وہ اس
اسرار کو کسی سے نہ کہے بعد اسکے مرشد فکر سلیم سے طالب
میں نظر کرے کہ آتش عشق کہ جو ماسوا محبوب کے دوسری چیز کو
جلاتی ہے اسکے دلمیں پیدا ہوئی یا نہیں اگر معلوم کرے کہ
وہ آتش پیدا ہو گئی تو اسکے حالات میں متعرض نہو بلکہ غنیمت
جانے کہ اس مقام میں شوق زیادہ ہو کر اشیا ر سیر الی اللہ
ہو گی یعنی مخلوق کو خالق تصور کریگا پس اگر اشیاء مخلوق کو
محو کرکے واحد مطلق کو مدام اپنے شعور میں رکھے یہ مرتبہ
مجاذیب الٰہی ہے اگر اس مقام پر رہا تو ناقص ہے اگر فیضان
سے رجوع کی اور اس ہی وجود واحد کو کہ جو اسکی نظر میں ہے
اسکا ظہور تمام اشیاء میں دیکھا کمال کو پہنچا اور شعور اس مرتبہ کا

آنست کہ اول حق را بیند بعدہ اشیاء را بیند
کہ وجود است کہ دو مرتبہ دارد بدانکہ جہان غیر نما
است نہ غیر حق رباعی گر طالب سیر زِ مستدیری
ایدل ❊ از صورت خویش ناگزیری ایدل ❊
شاید کہ ز صورت بحقیقت برسی۔ ہر لحظہ ز خود
فیض پذیری ایدل ❊ بدانکہ سیر دو شست یکے
سیر مستدیر و یکے سیر مستطیل مستدیر مقصود
از خود جستن و مستطیل بیروں خود طلب نمودن
ثانی بعد در بعد اول اقرب در اقرب چوں
مقصود غیر تو نیست ہزار سال از بیرون خود
طلبی نیابی و طریق طلب از خود غیر ازیں نیست
اول ملاحظہ صفات آلہی در خود باید کرد و خود
را ازیں میاں باید برداشت و باید دانست کہ
حق آنست کہ بدیں صورت ظہور فرمود ❊
بیت ایدل کہ بیش ازیں حاجت سیری
نیست ❊ در مشرب عشق کعبہ ظہور دیری نیست
ع ہر سو چہ روی کہ یارم خانہ تست ❊ یعنی درو

وہ ہے کہ پہلے حق کو دیکھے بعدہ اشیاء کو جانے کہ
وجود ہے کہ دو مرتبہ رکھتا ہے جاننا چاہئے کہ جہان
غیر نما ہے نہ غیر حق رباعی اسکا مطلب اگلی عبارت سے
کھلجائیگا۔ بس جاننا چاہئے کہ سیر دوست ایک سیر
مستدیر اور ایک سیر مستطیل مستدیر سے مقصد اپنے میں
ڈھونڈھنا۔ اور مستطیل اپنے سے باہر طلب کرنا دوسرے
میں بعد در بعد ہی اور اول یعنے سیر مستدیر میں قرب در
قرب ہے جیسا کہ مقصد تیرے سوا کہیں نہیں اگر ہزار
برس باہر ڈھونڈھے گا نپاویگا پس طریق طلب از خود
اسکے سوا نہیں ہے کہ پہلے صفات آلہی کو اپنے میں دیکھے
اور اپنے کو اسمیں سے اٹھا دے یعنے خودی کو دور کردے
اور جان لے کہ حق ہے کہ سلسلہ اس صورت کے ظہور
فرمایا کسی بزرگ کا قول ہے ❊
ے ایدل اس سے زیادہ حاجت سیر کی
نہیں ہی ❊ مشرب عشق میں منحصر ظہور کا کعبہ اور
دیر پر نہیں ہی ❊ ع جدہر دیکھتا ہوں اودہر تو ہی تو ہی
ترا جلوہ سب میں اور سب جائے تو ہے ❊ یعنی کس میں

خود حقیقت مستتر است * و در ظہور شہود
یکے در خویش بجو، کہ درمیان غیری نیست
برای تفہیم طالبان حق مثلے آوردہ ام باید
فہمید کہ آدمی باعتبار ہر صفت نامی دیگر دیگر
پیدا مے کند اگرچہ ذات واحد باشد چنانچہ کافر
مومن و مسلمان و عابد و زاہد و عارف و عاشق
و ولی و نبی پس انہمہ آسامی بر لباس و کسب و
عمل و نیت برائے ایں تمثیل آوردیم تا واضح
گردد مثلاً اشخاص انسانیہ را چوں برہنہ مادرزاد
بہ بینند۔ کہ درمیان انسان بادشاہ و گدا و ملا
و قاضی و مفتی و لشکری فرقے نیست ہمہ
انسان بوقت برہنگی مساوی اند تا یکے از
ایشان بلباس خود ملبوس نگردد معلوم نشود
کہ کدام است چنانچہ بادشاہ را تاج و تخت
و لشکر و حشم و خدم و قاضی را جبہ و دستار
سپاہی را اسپ تیر و کمان شمشیر گدا را دلق
و کچکول وایں آسامی جسمانی است کہ تعلق

خود حقیقت مستعد اور موجود ہے اور ظہور میں شہود
ایک کر کے اپنے میں ڈھونڈھ کہ غیر میں نہیں ہے
واسطے سمجھنے طالبان حق کے ایک مثال لاتا ہوں
میں سمجھنا چاہیئے کہ آدمی اعتبار ہر صفت کے ایک
دوسرے سے مختلف نام پیدا کرتا ہے اگرچہ ذات
واحد ہے جیسا کہ کافر مومن مسلمان عابد زاہد عارف
عاشق ولی اور نبی پس یہ آسامی موافق لباس اور
کسب و عمل انکے جدے جدے نام سے پکارے
جاتے ہیں اسواسطے یہ تمثیل لایا ہوں میں کہ واضح ہو
مثلاً اشخاص انسانیہ کو جسم ننگا کرکے دیکھیں کہ درمیان
بادشاہ و گدا و قاضی و مفتی و سپاہی کے فرق نہیں
ہے سب ایک سے معلوم ہوں گے جبتک انمیں سے
ہر ایک اپنے اپنے لباس سے آراستہ نہو گا پہچانا نجائیگا
جیسا کہ بادشاہ تاج و تخت لشکر و جاہ و حشم وغیرہ
قاضی جبہ اور دستار سے سپاہی گھوڑے تیر و کمان
تلوار وغیرہ ہتھیاروں سے فقیر لباس درویشی جھولی
والغہ و تسبیح وغیرہ سامان درویشی سے بس آسامی جسمانی

بہ جسم دارد اما آسامی روحانی کہ تعلق شان
بروح است ہمچو مومن کافر مسلمان تا آخر چنانچہ
مذکور شود مثلاً انسان تابع ہر آنچہ مے شود صورت
ہمان مے گردد تا وقتیکہ آدمی متوجہ بخواب و خور
و شہوت نفسانیت است حیوانش مینامند
اگرچہ بصورت انسان است از جہت غلبہ صفات
حیوانیہ مرد این قسم غرق ظلمات است کہ از
نور حق و از یاد حق آگاہی ندارد و چون از
علمائے دین استماع مینماید کہ این عالم را صانعی
این است کہ خالق مطلق و قادر و رزاق
دیر این سخن ایمان آرد از دل عقیدہ نہد و
مومن نام یابد از جہت آنکہ لباس ایمان در
برکشید و این لباس روحانیت کہ در روز
قیامت نیز او را مومن گویند اگر خاتمہ او برہمین
ایمان باشد باُمید ثواب و عقاب او لمئے
مامورات واجتناب در منہیات نماند و خود
را باکلیہ تسلیم آن کند مسلمانش نامند اگر آن

ہیں اُنکا تعلق جسم کے ساتھ ہے مگر آسامی ہائے
روحانی کہ اُنکا تعلق روح کے ساتھ ہے یہ ہیں مثل
مومن و کافر و مسلمان تا آخر جیسا کہ ذکر ہوا مثلاً
انسان جسکے تابع ہو جاتا ہے اُس ہی کی صورت
ہو جاتا ہے جبتک متوجہ خواب خور و شہوت و
نفسانیت ہے حیوان معلوم ہوتا ہے اگرچہ صورت
انسان ہے بسبب غلبہ صفات حیوانیہ کے ایسے
آدمی غرق ظلمات ہوتے ہیں۔ انوار حق اور یاد
حق سے انکو آگہی نہیں ہوتی جب علمائے دین
سے سُنتے ہیں کہ پیدا کرنے والا عالم کا قادر مطلق
اور رزاق ہے پس جو اُسکو سُنکر اعتقاد کے ساتھ
اس امر کو اپنے دل میں جگہہ دیتا ہے وہ مومن نام
پاتا ہے اسواسطے کہ لباس ایمان سے آراستہ ہوا
اور یہ لباس روحانیت کہ بروز قیامت بھی اُسکو
مومن کہلاویگا بشرطیکہ خاتمہ اُسکا بھی اُس ہی ایمان پر ہو
اور جسنے تسلیم و رضا کیساتھ احکامات اسلام کی پوری
پوری تکمیل کی اور منہیات سے اجتناب رکھا وہ مُسلم

استقرار داشته باشد. وچوں محبت حق
تعالیٰ شانه فضائل اعمال از قسم نوافل و
مستحبات وتہجد واشراق وضحی اوراد وتلاوت
قرآن مجید ومانند آں برخود لازم گیرد وبکلیه
تمام اوقات بآں استعمار کند عابد نام یابد
وهرگاه بقیه کاروبار دنیا گیرد و بر اهل و
عیال واسباب واموال زیاده بر قدر
حاجت توجه نه نماید دمے از عبادت نه
آساید زاهدش نامند اگر تا دم آخر برآں
ثابت باند. اگر در تجسس حق تعالیٰ افتد
ومعرفت وے که آنکس کجا است که او
سجده مے کنم واو راچه توان یافت و
کجا باید طلبید که محیط همه عالم است و
عالم را با وچه نسبت او را عارف گویند
پس عارف را حیرت روے دهد چوں
سالک بفضله تعالیٰ از سیر ممتنع الوجود
که لاهوت است ونا آید آنگاه بشناخت

زود به مسلمان ہوا اگر بشرطیکہ اسپر مستقل اور ثابت قدم
رہا۔ اور جب محبت پروردگار عالم میں فضائل عالم کے
مثل نوافل ومستحبات نماز وتہجد واشراق وضحی اوراد
ومثل درود شریف وغیرہ وتلاوت قرآن مجید اور مانند
انکے اعمال صالحہ اپنی اوپر لازم کرلے یہانتک کہ بالکل
اپنی اوقات کو ایسے ہی نیک کاموں میں پابندی کے
ساتھ گذارنے لگا عابد نام پایا اور جب تمام کاروبار
دنیا سے کنارہ کش ہو کر اہل وعیال مال ومتاع و
اسباب دنیا زیادہ قدر حاجت پر توجہ نکی اور کسی وقت
کسی حالت میں عبادت سے خالی نرہا عابد نام پایا
اگر تا دم آخر ثابت قدم رہا اگر یہ تجسس حق تعالیٰ میں پڑا
اور اسکی معرفت کو دریافت کرنا چاہا کہ وہ کہاں ہے کہ
جسکو میں سجدہ کرتا ہوں اور اسکو کس طرح پاؤں اور
کہاں ڈھونڈوں کہ تمام عالم پر محیط ہے اور تمام عالم
اس کے احاطہ میں ہے اور عالم کو اسکے ساتھ کیا نسبت ہے
ایسے شخص کو عارف کہتے ہیں جب یہ عارف ہوجاتا ہے
تو اسکو حیرت پیدا ہوجاتی ہے جب سالک فضل الٰہی سے

ل خود کہ مستلزم شناخت رب حقیقی
ست باید دانست کہ شناخت عارف
وجود آنرا گویند دانا باشد بر وجود
ود یعنے ہستی است کہ دانا محو و منزہ
ز ہمگی نسبتہا و ہستی خود قایم است
قیام وار و آں ذات مقدس کہ وجود
و عین ذات اوست عبارت ذات
رب در سخنے آید لیکن ازاں مرتبہ بلا
تعین و ہویت غیب کنند چوں ازاں
مرتبہ تنزل فرماید و بتعین در آید آں تعین
را مرتبہ اول و عقل کل و حقیقت محمدی و عقل
اول و برزخ کبری و برزخ البرزخ و
مرتبہ اول از غیب مطلق و عالم جبروت و
عالم صفات و قلم اعلی و لوح محفوظ و ام
الکتاب و مخلوق اول و مبدا اول و
حقیقۃ الخالق و ابو الارواح و اکبر و رابطہ
اول و عالم اجمال و کنز الکنوز گویند اے

اسی ممتنع الوجود ہے کہ تمام چیزوں سے منزہ ہے کہ
شغل عارف الوجود میں کہ مقام لاہوت ہے آتا ہو تو معرفت
شناخت اپنی نفس کی کہ لازم شناخت رب حقیقی کا ہے
حاصل ہوتی ہے پس جاننا چاہئے کہ شناخت عارف الوجود
اسکو کہتے ہیں کہ دانا ہووے وجود یعنے ہستی کے کہ دانا
محو و منزہ تمام نسبتی و ہستی اپنی سے قایم ہے اور
قیام رکھے وہ ذات مقدس کہ وجود اسکا عین ذات
اسکی ہے عبارت ذات سے لیکن جب اس مرتبہ بلا
تعین اور ہویت سے غیب کرکے اس مرتبہ سے
تنزل فرماکر تعین میں آئے تو تعین مرتبہ اول و
عقل کل اول و روح کبری و برزخ البرزخ و مرتبہ
اول از غیب و غیب مطلق و عالم جبروت و عالم صفات
و قلم اعلی و لوح محفوظ و ام الکتاب و مخلوق اول
و مبدا اول و حقیقۃ الخالق و ابو الارواح
و اکبر و رابطہ اول و عالم اجمال و کنز الکنوز کے
نام سے منسوب ہوئے اے طالب ذات
خدا اسکی قابلیت کو مکان مقرر ہے کہ اسکو

طالب ذات او تعالیٰ مکانی نیست - اما
قابلیت او مکانی معین است کہ
ورار الورار موسوم است و این سخن
درست قابلیات الٰہی کہ در مرتبہ بطون
او نہادہ بودند خواہ در اجمال خواہ تفصیل
بلکہ در غیب الغیب وقتیکہ بجانب
شان حق را ہیچ التفاتے نبود اکنونکہ
سوئے پنہاں ملتفت و متوجہ است بر اصل
خویش مستقر اند در مکان خود بورار برائے
آن نامند کہ سلوک سالک بیشتر ازین
نمے باشد اینجا رسیدن سلوکش تمام میشود
و این ورار الورار ہیولات صفات الٰہی است
و ہمگی صفات درو ظاہر اند و از پرتو ورار
الورار لامکان پیدا شدہ است و این عالم
لطافت است کہ ظہور حق سبحانہ ہست نہ
آنکہ او سبحانہ اول محل و مکان آفرید و بعد
ازان صور اشکال عزیز من از پرتو صفات

ورار الورا کہتے ہیں یہ بات درست ہے کہ قابلیت
الٰہی کہ مرتبہ بطون اُسکے میں نہاں تھے خواہ
اجمال میں خواہ تفصیل بلکہ غیب الغیب میں اور
اسوقت کہ حق کو اُنکی طرف کچھ التفات نہ تھا۔
جبکہ جانب پنہاں متوجہ ہے او پر ان ہی اصل کے
اپنے مکان میں کہ وہ ورار الورا ہے اس سے زیادہ
سالک کا سلوک نہیں ہوتا یہ ورار الورا ہیولات
صفات الٰہی ہے تمام صفتیں اسمیں ظاہر ہیں۔
پس اس مکان سے لامکان پیدا ہوا ہے یہ عالم
لطیف ہے کہ ظہور پروردگار کا ہے نہ یہ کہ خدا
نے پہلے مکان پیدا کری پھر صور اشکال پیدا
کیں۔ اے میرے عزیز پرتو صفات سے ہو
نمودار ہے + اور ہوا مظہر و مرات لازم الوجود ذات
یہ ہوا ہے جملہ عالم جسمانیت عرش سے تا
فرش آسمان سے تا زمین اور اعلیٰ علیین
سے تا اسفل السافلین اُس میں ظاہر اور
ہویدا ہے۔ اور یہ عناصر چہارگانہ ہوا میں سے

ہوانمودار است وہوا مظہر و مرات لازم
الوجودات واین ہوا است وجملہ عالم
جسمانیات از عرش تا فرش واز سما تا سمک
واز اعلیٰ علیین تا اسفل السافلین و در آں
ظاہر وہویدا است. واین عناصر چہارگانہ
از نسکم ہوالظہور آمدہ اند چنانچہ از ہوا باد واز باد
آتش واز آتش آب واز آب خاک پدید گشتہ
پس صورت ہوا باد است وہوا مظہر او صورت
بہ باد آتش و آتش مظہر اولی آخرہ پس سالک را
باید کہ تماشائے ظہور او سبحانہ شہود یکی دریکی بکند
چنانچہ صفا را در ہوا وہوا را در باد او مکان را
در مکان را در لامکاں و لامکاں را در وراء الوراء بلکہ
مطالعہ و مشاہدہ وراء الوراء باشد چرا کہ سالک در
دنیا مرتبہ لانہایت را بہ نظر جسمانی معائنہ نتواند و کمال
این مرتبہ را حاصل نہ نماید پس کے خواہد کرد کہ در تحصیل
کمال ہمین است کہ انوار او در مرتبہ خاکی حاصل کند بل
عین قرب داند ہر کہ بوراء الوراء رسید بمرتبہ وحدیت

نکلے ہیں جیسا کہ ہوا سے باد و سے آتش
آتش سے پانی پانی سے خاک ظاہر ہوئی
پس ہوا کی صورت باد ہے اور ہوا مظہر
اُس صورت کا اُس ہی طرح آخر تک سمجھنا
چاہیئے پس سالک کو چاہیئے کہ پروردگار
عالم کے ظہور کا تماشہ شہود میں ایک ایک کے
دیکھے جیسا کہ صفا کو ہوا میں ہوا کو باد میں۔ باد
کو مکان میں مکان کو لامکاں میں لامکاں
کو وراء الوراء میں اس طرح دیکھنا مشاہدہ
وراء الوراء ہے کس واسطے کہ سالک دُنیا
میں مرتبہ لانہایت کو نظر جسمانی سے نہیں
دیکھ سکتا نہ اس مرتبہ کا کمال حاصل ہوتا ہے
مگر اس ہی کمال کے حاصل کرنے میں کوشش
چاہیئے کہ انوار کو مرتبہ خاکی میں حاصل کرے
بلکہ عین قرب جانے پس جو کہ وراء الوراء
پر پہونچا مرتبہ وحدیت سے مل گیا۔
اس مرتبہ میں ازل الازال میں کسی شے کو

پیوست ودرین مرتبہ در ازل الآزال ہیچ
شئے را بجز او وجود نبود وہمون است مسمےٰ
بوجود واحد است لے عزیز از خاک سیر پاک
است چراکہ از شان او لولاکست ہر کہ اورا
دریاب بے باکست والانہ دایم اندوہ ناکست
کما قال المثنوی شاہد بنگر اے نادان تو لعین
کین نظر کردہ است ابلیس لعین ٭ سجدہ
نگاہے لامکاں اندر مکان ٭ لے بلیساں
تو در ویراں مکاں ٭ اے عزیز ابلیس نظر
در صورت آدمی کردہ واز معنی خلا نقش محرم
ماندہ ٭ ان اللہ خلق آدم علی صورتہ ز آدمی
ابلیس صورت دید وبس غافل از معنے
شد آں مردود خس این ندانست کہ اوکہ
اوصاف کمال اندریں آئینہ مے نمایاں ٭
ہر نیم ودر وے دید گرد وعکس اوست ہمچو
عکس ماہ اندر آب پیوست ٭ دو دو مگو دو دو مجو
دو دو مخواں ٭ خواجہ را در بندہ خود محو داں

سوائے اُسکے وجود نہیں رہتا۔ اور یہی ہے مسمی
بوجود واحد اے عزیز اس ہی خاک میں سیر پاک
ہے کسواسطے کہ اُسکی شان میں لولاک آیا ہے
جسنے اس رمز کو پالیا وہ بے باک ہے ورنہ
اندوہ ناک ہے جیساکہ مولانا روم علیہ الرحمۃ
فرماتے ہیں۔ یعنے معشوق تو اس ہی خاک
میں دیکھ کہ ابلیس جو معلم ملایک تھا اُس کو
سجدہ نہ کیا مردود ہوا ٭ کسواسطے کہ ابلیس نے
آدمی کی صورت پر نظر کی اُسکے معنے کو نہ پہونچا
محروم رہا یعنے اس نکتہ سے بے خبر رہا ٭ یعنے
اللہ نے پیدا کیا آدم کو اپنی صورت پر بعض
علماء کے نزدیک اور طرح بھی ہے مولانا پھر
فرماتے ہیں کہ ابلیس نے اسکی صورت پر خیال
کیا معنے سے غافل رہا یہ نہ جانا کہ پروردگار نے
اسی آئینہ میں اوصاف کمال بہال دکھاتا ہے جس
نے نظر غور اسکو دیکھا۔ یہ اُسی کا تو عکس ہے جس
طرح مہتاب کا عکس پانی میں پڑتا ہے۔ اسی طرح وہاں

اے ظہور تو بہ کلی نور نور ٭ گنج مخفی بود ناگہ
جوش کرد ٭ خاک را سلطان اطلس پوش کرد
آنچہ جمع عالم مفصل است اندرون انسان
مجمل است پس انسان عالم صغیر مجمل و عالم
کبیر انسان مفصل و عالم صغیر خلیفۃ اللہ
است ٭ چنانچہ حضرت شاہ ولایت مے
فرمایند قولہ و تزعم انك جرم صغیر و ذالك [وفیك]
انطوی العالم کبیر د رنسخہ دیگر و قبلك
انطوی العالم الکبیر پس انسان را باید کہ
قدر خود را نیک شناسد و قیمت خود بداند
چنانچہ امیر خسرو دہلوی مے فرمایند ٭
ہر دو عالم قیمت خود گفتی ٭ نرخ بالا کن کہ
ارزانی ہنوز مست جام قیوم حضرت مولانا
روم مے فرمایند ٭ اے خلاصت عقل و تدبیرات
ہوش ٭ تو چرا اے خویش را ارزاں فروش ٭ علم
جوئی از کتبہائے خصوص ٭ ذوق جوئی اے
زحلوائے نقوص ٭ تاج کرمنا است بر فرق سرت

جلوہ گر ہے مگر دیدہ باید ٭ یعنے دوئی ہرگز راہ نہ ہے
نہ دور ڈھونڈہ - مالک کو اپنے بندہ میں محو جان
لے - اور جانے ظہور بھی یہی ہے اور گنج
مخفی کا اظہار بھی اس ہی سے ہے گنج مخفی
تھا یکایک اُس نے جوش مار کر خاک کو مرتبہ
عالی بخشا پس وہ کچھ کہ تمام عالم میں مفصل ہے
انسان میں مجمل پس انسان عالم صغیر مجمل و عالم
کبیر انسان مفصل ہے عالم صغیر یعنے انسان خلیفہ
اللہ ہے جیسا کہ حضرت شاہ ولایت فرماتے ہیں
قولہ و تزعم انك جرم صغیر و ذالك انطوی العالم کبیر د رنسخہ
دیگر و قبلك انطوی العالم الکبیر پس انسان کو چاہیئے کہ
اپنی قدر کو اچھی طرح پہچانے اور اپنی قیمت کو جانے
شعر حضرت امیر صاحب عبارت بالا کا شاہد ہے
چنانچہ حضرت مولانا روم فرماتے ہیں کہ عقل و
تدبیرات و ہوش سب تیرے تابع ہیں، تو
کہاں ہے کہ اپنی کو نہیں پہچانتا اے ارزاں فروش یعنے
تو نے اپنے کو کیوں بےقدر کر رکھا ہے - جیسا کہ کہا ہے

علم کے ذرائع کتابیں خصوص [illegible] ٭

طوق اعطینا است اندر گردنت

بادسر مایۂ الطف تو برد

اے چوں زہرہ ات شمس الضحیٰ

احسن التقویم در والتین بخواں

آدمی دید است باقی پوست است

پس باید کہ دائم در آئینہ خود بنگر * سنریھم

ایاتنا فی الآفاق وفی انفسہم افلا

تبصرون * رقوم صفات از لوح ذات

مطالعہ کن کہ ہر چہ او را باید با وست *

بلیت بیروں ز تو نیست ہر چہ در عالم است

از خود بطلب ہر چہ خواہی کہ توئی * نزدیک

نزدیک را دور ز دور جستن کار بنجران

است نقد زانسیہ دادن پیشہ جاہلاں است

تاج کرمنا تیرے سر پر طوق اعطینا تیری ہی گردن میں ہے

لطف رب از لطف تو حسرت خورد

اے گدلئے رنگ تو گلگونہا

اگر گدلئے گوہر اسے یار جاں

دیدن آں باشد کہ دید دوست است

پس چاہیئے کہ ہمیشہ اپنے ہی آئینہ میں دیکھے جیسا کہ

فرمایا ہے سنریھم ایتنا فی الآفاق و فی

انفسہم افلا تبصرون * رقوم صفات

کو لوح ذات سے دیکھ کہ جو کچھ اسکو چاہیئے اُس

ہی کے ساتھ ہے سب جو کچھ عالم میں ہے تیرے

سے باہر نہیں ہے۔ اپنے سے آپ طلب کر جو

کچھ چاہتا ہے کہ توئی ہے۔ نزدیک کو نزدیک دور کرکے

ڈھونڈنی یہ کار عقلمندی کا نہیں کسواسطے کہ وہ تو اسی میں موجود ہے

تمت

بر لب بحر تشنہ در خواب شدہ ٭ بر سر گنج از گدلئے مُردہ ٭ بر سر دائید نعیم گرسنہ نشستن عین خسارت است ٭

و در میان بحر ذخار اسرار نامتناہی تشنہ بودن دریغ عظیم ٭

تیری مثال ایسی ہے جیسا کہ کہا ہے کہ کوئی شخص دریا کے کنارہ پر پیاسا سویا۔ تو معلوم ہوا اپنی ہی بے وقوفی تھی ورنہ دریا میں پانی کی کیا کمی تھی۔ یا ایسی مثال ہو کہ اسکے گھر میں خزانہ ہے گر یہ اُس سے بے خبر ہے بھیک مانگ کے مرا۔ یا دسترخوان پر بھوکا رہنا یا دریا کے اسرار میں پیاسا رہنا افسوس کی بات ہے یعنی وہ اُسمیں ہو اور یہ اُسکو نہ پائے تو افسوس ہے

مولانا روم فرماتے ہیں

یکسبد پر نان ترا بر فرق سر ٭ تو ہمی جوئی لب نان در بدر

روز را در روز جستن روز کو ٭ ثمرہ عالم توئی لسے روز جو

حضرت مخدوم نصیر الدین چراغ دہلی فرماتے ہین

بے کارم و باکارم چون مد بحباب اندر ٭ گویا نم و خاموشم چون خط بکتاب اندر

لے زاہد ظاہر بیں از قرب چہ مے پرسی ٭ او در من و من در وے چوں بو بگلاب اندر

دریا رود از چشمم لب تر نشود ہرگز ٭ اینطرفہ تماشا بیں تشنہ است بر آب اندر

گہہ رنجم و گہہ شاداں بر حالت خود غافل ٭ گہہ گریم و گہہ خنداں چوں طفل بخواب اندر

در سینہ نصیر الدین جز عشق نمی گنجد ٭ ایں نرم عجائب بیں دریا بحباب اندر